در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۳۳ جلد نمبر ۱۲

۱ — ۱۵ مئی سنہ ۱۹۹۸ء بمطابق محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرا کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
(۱)	شذرہ	اقبال ریاض	۲
(۲)	منقبت	پروفیسر مرتضیٰ سیّد	۳
(۳)	تفسیر القرآن الحسنیۃ	مُدیر اعلیٰ	۴
(۴)	امام عالی مقام کے سر اقدس کی کرامات	سیّد نور الحسنین گیلانی	۷
(۵)	قاتلانِ امام حُسین کا انجام	سیّد فرمان شاہ	۱۴
(۶)	غزل	محمد سُفیان صفی	۲۰
(۷)	حُبِّ اہلبیت ، علامتِ ایمان	سیّد خورشید القادری	۲۱
(۸)	استفتاء (عذابِ قبر)	مُفتی خلیل الرّحمان	۲۶

شذرہ

بھارتی دھماکے، اہلِ وطن کے لئے لمحۂ فکریہ

اقبال ریاض

بھارت نے گذشتہ چند روز میں پانچ ایٹمی دھماکے کر کے دنیا پر اپنی "امن پسندی" کا پول کھول دیا ہے۔ حیران کن اور ڈھٹائی کی بات یہ ہے کہ تین دھماکے چند روز پہلے کئے گئے اور ہر طرف سے مذمت اور لعن طعن کے باوجود بعدازاں دو دھماکے اور کر ڈالے گئے۔ بھارتی وزیراعظم نے اس مخالفت اور مذمت کا جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ یہ دھماکے ہماری مجبوری تھی اور ایسا کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ بھارت کی اس سینہ زوری کے جواب میں اگرچہ امریکہ اور بعض دوسرے ممالک کی طرف سے اقتصادی پابندیاں لگانے کا اعلان کیا گیا ہے لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ بھارت کی "امن پسند" بلی اب تھیلے سے باہر نکل آئی ہے اور ہمسایوں کو ڈرانے اور خوف زدہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

بھارت کے دھماکوں پر دنیا کے اکثر ممالک نے اس کی شدید مذمت کی ہے اور اس کی امداد بند کرنے کی دھمکیاں دی گئی ہیں لیکن بھارتیوں کی پچاس سالہ تاریخ گواہ ہے کہ وہ لاتوں کے بھوت ہیں جو باتوں سے نہیں مانتے۔ بھارت ہمیشہ اپنے کمزور اور چھوٹے ہمسایوں کی آزادی کے درپے رہا ہے اور وہ شروع دن سے ہی پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ چنانچہ حالیہ بھارتی دھماکوں کا پاکستان میں انتہائی شدید ردعمل کا مظاہرہ ہوا اور اپوزیشن سمیت تمام سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور عوامی حلقوں نے حکومت پر زور دیا ہے کہ بھارتی دھماکوں کا فوری طور پر جواب دیا جانا چاہیئے کیونکہ خاموشی کو کمزوری کا مظاہرہ تصور کیا جائے گا جس سے عوام کی حوصلہ شکنی ہو گی اور دشمن کو آئندہ بعض دیگر اقدامات کے علاوہ من مانی کا حوصلہ مل جائے گا۔ دریں اثناء اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ سیاسی رہنما ہر قسم کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں اور عوام کو بھی وقت کے تقاضوں کے علاوہ درپیش خطرات سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں اور انہیں اس سلسلے میں ان کے فرائض سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں کیونکہ تساہل اور غفلت زیادہ تشویش اور نقصان کا باعث بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

اِمام حُسین علیہ السلام

پروفیسر مرتضیٰ سید

ستم گروں کے لئے تیغِ بے نیام حُسین
یزیدیت کے لئے موت کا پیام حُسین

شجاعتوں کے پیمبر صداقتوں کے امیں
شہید راہ وفا ، عزم کے امام حُسین

خدا نے آپ کو بخشی شہادت عظمیٰ
بلند کس کو ملا اس قدر مقام ، حُسین!

کٹا دیا ، نہ جھکایا مگر سرِ تسلیم
تمہارے نام سے زندہ ہے حق کا نام ، حُسین!

زمانہ آج بھی ہے ظُلمتوں کے نرغے میں
نہیں ہے حق و صداقت کا احترام، حُسین!

جہاں پہ اب بھی مسلط ہے جور و استبداد
ابھی تلک ہے وہی ظلم کا نظام ، حُسین!

زمانہ پھر تیرے عزم و عمل کا ہے محتاج
وہ وقت ہے کہ ہو پھر فیض تیرا عام، حُسین!

ہے رمز اَشھدانُ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ
دیا ہے تیری شہادت نے جو پیام ، حُسین!

بصد خلوص ، بصد احترام حاضر ہے
قبول کیجئے سیّد کا یہ سلام ، حسین !

گذشتہ سے پیوستہ

تَفۡسِیرُ القُرآنَ الحَسَنِیہ

مُدیر اعلیٰ

وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰھٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَاِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ
الۡعَلِیۡمُ (۱۲۷) رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَاَرِنَا
مَنَاسِکَنَا وَتُبۡ عَلَیۡنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ (۱۲۸) رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ
رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ
اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (۱۲۹)

ترجمہ : اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ شریف کی بنیادیں اٹھاتے تھے (تو دعا فرماتے) اے ہمارے رب تعالیٰ، ہماری طرف سے یہ (سعی) قبول فرما۔ بے شک اے اللہ! تو ہی سنتا اور جانتا ہے (۱۲۷)۔ اے ہمارے رب تعالیٰ ہم دونوں کو اپنے حضور میں جھکنے والا بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک فرمانبردار اُمت پیدا فرما جو خاص تیرے ہی حضور میں جھکنے والی ہو اور ہمیں ارکان (حج) کی ادائیگی دکھا۔ اور رحمت کے ساتھ ہم پر رجوع فرما بے شک آپ بہت ہی توبہ قبول فرمانے والے رحیم ہیں (۱۲۸) اے ہمارے رب تعالیٰ (اس امت مسلمہ میں) عزت والا رسول مبعوث فرما جو انہیں میں سے ہو (وہ رسول) جو ان پر آپ کی وحی الٰہی کی تلاوت کرے اور ان کو وحی الٰہی اور دانائی کی (بھی) تعلیم دے اور ان کی باطنی اصلاح کرے۔ بے شک آپ بہت ہی غالب دانا ہیں (۱۲۹)

حل لُغت : قَوَاعِد : بنیادیں مَنَاسِك : حج کے طور طریقے، مناسک حج عبادت کے قاعدے۔

تفسیر : حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس مقام مقدس کی تعمیر کا ذکر نہایت ہی پر لُطف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس گھر کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان بلند و برتر آرزوں اور تمناؤں کا عشق کے والہانہ انداز میں بیان ہوا ہے۔ سب سے پہلی تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ التجا فرمائی جارہی ہے کہ اے اللہ جل جلالہٗ! ہماری اس سعی و

کوشش کو اس تاویل کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول و منظور فرما اور پھر اس سعی و کوشش پر یہ اقرار کہ اے اللہ جل جلالہٗ ! دعا کا سننے والا تو ہی ہے، جاننے والا تو ہی ہے کہ ہمارے ارادے اور نیتیں نیک ہی اور صرف اور صرف تیری ہی ذات اقدس کی عبادت کے لئے ہم یہ تعمیر کر رہے ہیں اور ساتھ ہی اپنی کمال عاجزی کا اظہار دُعا کی صورت میں اس طرح فرمایا کہ اے رب تعالیٰ ! ہمیں اپنے ہی حضور میں سجدہ کرتے ہوئے رکھ، اپنا ہی عبادت گذار بنا، اپنا ہی مطیع اور فرمانبردار رکھ۔ صرف اپنے لئے ہی یہ دعا نہیں فرمائی بلکہ پوری اُمت مُسلمہ کے وجود کے لئے اور پھر تا قیام قیامت اس اُمت میں سے ایک بہت بڑی شان و عزت والا نبی کریم جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہی ہو یعنی جناب محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب مبعوث فرما۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے جسے عرباض بن ساریہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "آدم علیہ السلام ہنوز آب و گل کے درمیان تھے مگر میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا۔ میں تمہیں اپنی شروع کی حالت بتاؤں۔ میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعا (انا دعوۃ ابی ابراھیم) اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں جو کہ میری پیدائش کے وقت میری ماں نے دیکھا تھا کہ مجھ سے ایک ایسا نور نکلا ہے کہ اس کی روشنی سے شام کے محل روشن ہو گئے" ۔ ا۔ اور نیز عبادت کے اور حج کے طور طریقے اور قواعد و ضوابط اس اُمت کو اور ہمیں سکھا اور رحمت کے ساتھ ہم پر رجوع فرما اور وہ عالیشان پیغمبر ایسا ہو جو تیری آیتیں انہیں پڑھ پڑھ کر سنائے صرف یہی نہیں بلکہ اس کتاب مبین کی باقاعدہ تعلیم دے اور نیز اس کی حکمتیں، دانائیاں اور علم کی پختگی یعنی رُسُوخ بِالْعِلْم ان کو سکھائے اور ظاہری اور باطنی اخلاق حسنہ سے اپنی توجہ کے ساتھ ان کو متصف کرے۔ ان آیات کریمہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام و اسمٰعیل علیہ السلام نے امت مسلمہ کو نبی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مکمل و اکمل نظام زندگی عطا فرمایا۔ یہی وہ نظام ہے جس کا نام نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ بغیر اس نظام پر عمل پیرا ہونے کے دنیوی اور اخروی نجات ہرگز نہیں

ا۔ شرح السنۃ، علامہ بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مسند احمد بحوالہ تفسیر مظہری، اردو ترجمہ جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۲۵۔

اک ایسا مقدس اور محترم انسانی معاشرہ اسی وقت وجود پذیر ہو گا جب ان نکات مقدسہ کو اپنا رہبر اصول بنا لیا جائے گا۔ پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارکہ کا ہر ہر لمحہ ہر وقت انہی اصولوں کی تکمیل میں گذرا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اعلیٰ ترین اُمت جو کہ قدوسیوں کی جماعت تھی، نصیب فرمائی۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان تینوں آیات کریمہ کے آخر میں اس مضمون کی مُناسبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات مبارکہ کا اظہار ہے۔ پہلی آیت دُعا کا سننا اور ارادوں کا جاننا اور دوسری آیت میں توبہ کا قبول فرمایا اور رحیمیت یعنی کمال درجہ کی مہربانی فرمانا۔ تیسری آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت کے غلبے کا اظہار حکمت کے ساتھ فرمایا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات خداوندی کی معرفت کے بارے میں ان صفات کا اظہار عظمت و شان پر دلیل ہے کہ آپ توحید الٰہی میں کس کمال کا استغراق رکھتے تھے اور اس کی معرفت کے حامل تھے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

حضرت صدرُالافاضل سیّد محمد نعیم الدین صاحب مُراد آبادی آیہ کریمہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً الخ کی تفسیر کے ضمن میں رقمطراز ہیں "ستھرا کرنے کے یہ معنی ہیں کہ لوحِ نفوس و ارواح کو کدورات سے پاک کر کے حجاب اٹھاویں اور آئینہ استعداد کی جِلا فرما کر انہیں اس قابل کر دیں کہ ان میں حقائق کی جلوہ گری ہو سکے"۔ ۲۔ (جاری ہے)

۲۔ خزائن العرفان حاشیہ بر کنزالایمان از سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی ص ۳۶، حاشیہ ۳۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور۔

قطعہ

اقبال ریاض

اِسلام کی ناموس پہ سر دینے کا اصرار
پر اس پہ گلہ کثرتِ اعدا کا ہے ہر بار

کیا بھول گیا معرکہ یرموک کا، ناداں؟
جب چند ہزاروں سے ہوئے برسرِ پیکار

اِمام عالی مقام علیہ السلام کے سرِ اقدس کی کرامات

سیّد نور الحسنین قادری گیلانی

امام عالی مقام کا سر اقدس تن مبارک سے جدا کرنے والے کا نام خولی تھا۔ یہ ظالم اس سر اقدس کو رات کے وقت اپنے گھر لے گیا اور تنور میں چھپا دیا تاکہ اگلے دن اسے ابن زیاد کے دربار میں پیش کر کے انعام حاصل کر سکے۔ اسکی بیوی بڑی پارسا اور محبت اہلبیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار تھی، اس نے خاوند سے پوچھا کہ اچانک کہاں غائب ہو گیا تھا تو وہ کہنے لگا "ایک شخص نے میرے بادشاہ یزید کے خلاف بغاوت کی تھی اس کے مقابلے کے لئے گیا تھا۔ بہرحال رات کا وقت تھا اس نے زیادہ اصرار نہ کیا اور پچھلے پہر تہجد کے لئے اٹھی تو اتفاقاً اس کی نظر تنور پر پڑی جس میں سے روشنی چھَن چھَن کر باہر آ رہی تھا اور تمام ماحول پر نورانیت چھائی ہوئی تھی، اسے یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ ابھی وہ ان خیرہ کُن تجلّیات کو ملاحظہ کر رہی تھی کہ اچانک چند مقدس بی بیاں تشریف لے آئیں انہوں نے تنور سے اس سر اقدس کو نکالا تو اس سے نورانی شعاعیں نکل رہی تھی۔ انہوں نے اس کو مُشک و گلاب سے دھویا، اسے بوسہ دیا، سینہ سے لگایا اور ان کے رُخساروں پر آنسو بہنے لگے اور فرمایا "اے میرے لال! اے میرے شیر! اے میرے مظلوم! اللہ تعالیٰ بروز جزا تیرا انصاف فرمائے اور جب تک میں تیرا خون بہا نہ لے لوں گی عرش معلّی کا کنگرہ نہ چھوڑوں گی"۔ بعد ازاں اس سر اقدس کو واپس تنور میں رکھ کر یہ بزرگ خواتین اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

یہ تمام منظر دیکھنے کے بعد یہ پاک دامن اٹھی، تنور کے پاس آئی اور سر اقدس کو تنور سے نکال کر دیکھا تو اس پر قیامت آن پڑی اور امام عالی مقام علیہ السلام کے سر اقدس کو پہچان کر اس کی چیخ نکل گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ ہوش و حواس کھو بیٹھی، اسی بے ہوشی کے عالم میں ایک بزرگ کو دیکھا جو اس کے پاس تشریف لائے اور اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا "تو پریشان نہ ہو تیرے شوہر کے اس گناہ عظیم کا تجھ پر کوئی بوجھ نہیں تو اس سے بری الذمہ ہے۔ اس عورت نے اس بزرگ سے پوچھا کہ یہ بی بیاں جو تشریف لائی تھی یہ کون تھیں؟ تو وہ کہنے لگے "سر اقدس کو چومنے اور سینہ سے لگانے والی حضرت سیدۃ النساء سیدہ فاطمۃ الزہرا اور حضرت ام المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں جبکہ زار و

قطار رونے والیاں حضرت عائشہ صدیقہ اور مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں "۔ اس کے بعد جب وہ ہوش میں آئی تو اس نے سر اقدس کو چُوما، آنکھوں سے لگایا اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ بلند مقام پر رکھا اور اپنے شوہر خولی کو بڑے غصے میں جگایا اور کہا "اے مردود! تُو نے مجھ سے کہا تھا کہ یزید کے باغی کے مقابلے کو گیا تھا۔ ارے بے ایمان! تو نے یہ کیوں نہیں کہا کہ فرزندِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و جگر گوشہ بتول سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی شہادت کے لئے گیا تھا۔ اٹھ اور دیکھ ملائکہ اور پاک ارواح سر اقدس کی زیارت کے لئے آ رہی ہیں۔ ذرا کان لگا کر سن زمین و آسمان میں شور و فریاد اور آہ و فغاں ہے اور بس تیرا اور میرا تعلق ختم۔ میں تجھ سے دنیا و آخرت میں بے زار ہوں، خبردار مجھ سے اب تیرا کوئی واسطہ نہیں، نہ تو میرا خاوند ہے نہ میں تیری بیوی" یہ کہہ کر چادر اوڑھ کر گھر سے نکلی اور تھوڑی دیر میں نظروں سے غائب ہو گئی، پھر اس کو کسی نے نہ دیکھا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فرماتے ہیں کہ امام عالی مقام علیہ السلام کے سر اقدس کو نیزے پر بازاروں میں پھرایا جا رہا تھا جب یہ سر اقدس میرے مکان کے قریب سے گزرا تو میں اپنے بالاخانہ کی کھڑکی میں بیٹھا ہوا تھا، میں نے سر مبارک سے قرآن مجید کی اس آیۃ کریمہ کی تلاوت کی آواز سنی اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ یہ حال دیکھ کر میرا تمام جسم لرزنے لگا جب یہ سر اقدس کوفہ کے دارالامارۃ میں لایا گیا تو لب مبارک ہل رہے تھے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کان قریب کئے تو آپ فرما رہے تھے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ پھر یہ سر اقدس کوفہ کے گورنر عبداللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ ابن زیاد نے سر اقدس اپنے ہاتھ میں لیا تو اس کا ہاتھ لرزنے لگا۔ گھبرا کر اس نے اسے اپنی ران پر رکھ لیا اسی اثناء میں سر اقدس سے خون کا ایک قطرہ اس کی ران پر گرا اور تیزاب کی طرح لباس سے پار ہو کر اس کی ران کو برماتا ہوا تخت پر پہنچا اور تخت سے پار ہو کر زمین پر گرا اور غائب ہو گیا۔ ابنِ زیاد کی ران پر یہ زخم عُمر بھر رہا اور باوجود علاج کے یہ مُندمل نہ ہو سکا اس میں سے ایسی بدبو آتی تھی کہ وہ نافہ مُشک ران پر باندھتا تھا پھر بھی اس کے پاس بدبو کی وجہ سے کوئی بیٹھ نہ سکتا تھا جس دن یہ بدبخت مارا گیا تو حضرت ابراہیم بن مالک بن اشتر نے اس خبیث کو اسی علامت سے پہچانا تھا۔

اکرام حاصل کریں تو راستے میں ایک منزل پر ٹھہرے، یہ ایک عیسائی عبادت خانہ تھا، اس کی دیوار کے ساتھ ملا کر نیزے کھڑے کر دیئے جن پر شہدائے کرام کے سرہائے اقدس تھے۔ شہداء کے سروں سے برابر خون ٹپک رہا، اچانک اس دیوار میں شگاف پڑ گیا اور اندر سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جس میں لوہے کا قلم تھا اس ہاتھ نے وہ قلم امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس سے ٹپکنے والے خون میں تر کر کے دیوار پر یہ شعر لکھا۔

اترجوا امة قتلت حسينا

شفاعة جده يوم الحساب

(کیا ہے قتل جنہوں نے حسین پیارے کو

ہے کیا امید شفاعت انہیں بھی محشر میں)

اس شعر کو دیکھ کر تمام یزیدی لشکر میں خوف و ہراس پھیل گیا اور وہ فوراً یہاں سے آگے چل پڑے۔ پھر چلتے چلتے شام ہو گئی تو ایک آبادی کے قریب پڑاؤ کیا دیکھا تو یہ بھی ایک گرجا تھا اور اس کی دیوار کے ایک پتھر پر وہی مذکورہ بالا شعر لکھا ہوا تھا۔ اس گرجا کے راہب سے پوچھا گیا کہ یہ کس نے لکھا تو اس نے کہا کہ ہمارے آباء و اجداد کہا کرتے تھے کہ نبی آخر الزمان کی پیدائش سے پانچ سو برس پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ اس نے یزیدی لشکر سے پوچھا کہ یہ سر کن کے ہیں جو تم نے نیزوں پر چڑھا رکھے ہیں وہ کہنے لگے یہ ان باغیوں کے سر ہیں جو ہمارے بادشاہ کے خلاف ہو گئے تھے۔ راہب نے سب سے اگلے سر کی طرف اشارہ کر کے کہا ان کا نام کیا ہے؟ یزیدیوں نے کہا ان کا نام حسین ہے۔ پھر راہب نے پوچھا اس کے والد کا کیا نام تھا؟ یزیدی بولے "علی"۔ تو راہب ایک دم چونک اٹھا اور کہنے لگا "وہی علی جو تمہارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا داماد تھا۔ یزیدیوں نے کہا "ہاں وہی علی"۔ راہب نے کہا تو گویا یہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کا سر ہے۔ پھر راہب نے ان سے کہا کہ رات تم میرے ہاں گرجا میں بسر کرو اور یہ سر مجھے دے دو میں صبح اسے تمہارے حوالے کر دوں گا اور اس کے بدلے میں تمہیں دس ہزار درہم بھی دوں گا۔ انہوں نے منظور کر لیا اور یہ سر اقدس راہب کے حوالے کر دیا۔ رات کو راہب نے عرق گلاب سے سر اقدس کو دھویا اور اس پر ایک مخملی کپڑے کا غلاف چڑھا کر مشک و عنبر سے معطر کر کے اسے ایک بلند مقام پر رکھ دیا اور خود ہاتھ باندھ کر بڑے ادب و احترام سے اس کے سامنے کھڑا

ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سر اقدس سے نُور کا ایک ہالہ بلند ہوتا ہے اور آسمان تک چلا جاتا ہے اس کے بعد انوار و تجلّیات سے تمام فضا منور ہو جاتی ہے۔ راہب تمام رات یہ پُر کیف منظر ملاحظہ کرتا رہا۔ جب رات ڈھلنے لگی اور صبح طلوع ہونے لگی تو راہب کی دنیا بدل چکی تھی۔ وہ یوں گویا ہوا "اے نورِ دیدہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بے شک آپ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں اور میں آپ کو گواہ بنا کر کلمہ شہادت پڑھتا ہوں اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَجَدُّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔

انتہائی غور و فکر اور تعجب کا مقام ہے کہ امام عالی مقام علیہ السلام کے سر اقدس کی کرامات اور فیوض و برکات سے ایک راہب اندھیرے سے نکلا اور اسلام کی روشنی میں داخل ہو گیا اور کلمہ پڑھنے والے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام لینے والے ظلمت و گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے لگے وہ اندھے اور بے دین ہو گئے، سچ ہے۔

حسن ز بصرہ، بلال از حبش، صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی ست

الغرض صبح اس نو مسلم نے یزیدی لشکر کو دس ہزار درہم اور سر اقدس دے دیا، وہ اسے لے کر چل پڑے کچھ دور چل کر قیام کیا تاکہ یہ رقم تقسیم کر لیں کیا دیکھتے ہیں کہ تمام درہموں کی ہیئت تبدیل ہو چکی ہے اور وہ مٹی کے ٹھیکرے بن چکے ہیں اور ان کے ایک طرف یہ آیہ مبارکہ نقش ہے کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (ظلم کرنے والوں کے ظلم سے اللہ تعالیٰ کو بے خبر نہ سمجھو) جبکہ دوسری طرف قرآن کریمہ کی یہ آیت منقش تھی۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ ان پر کیسی کیسی مصیبتیں پڑیں گی)

اسی طرح مقام "حران" پر یہ قافلہ پہنچا تو یحییٰ نامی ایک یہودی اپنے بالاخانہ پر بیٹھا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا اس نے سر اقدس سے مذکورہ بالا آیہ کریمہ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ کی تلاوت سنی وہ سر اقدس کی یہ کرامت دیکھ کر فوراً حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور صورت احوال معلوم کر کے ایمان کی دولت سے سرفراز ہوا اور یزیدیوں کے ساتھ تلخ کلامی ہو گئی اس نے تلوار نکالی اور پانچ یزیدیوں کو واصل جہنم کر کے خود بھی شہادت پائی۔

موصل کے قریب جب قافلہ نے پڑاؤ کیا اور امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک ایک پتھر پر رکھا گیا تو وہاں خون کا ایک قطرہ اس پتھر پر گر کر جم گیا، ہر سال یہ خون کا قطرہ تازہ ہو جاتا تھا اور لوگ کثیر تعداد میں جمع ہو کر یہ منظر دیکھتے۔ آخر عبدالملک بن مروان کے زمانہ حکومت میں یہ پتھر کہیں غائب کر دیا گیا مگر "مشہد نقطہ" کے نام سے ایک گنبد وہاں بنا دیا گیا جس کی اب تک زیارت ہوتی ہے۔ اہل موصل نے یزیدی لشکر شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور شدید رد عمل ظاہر کیا۔ چنانچہ شمر وہاں سے ایک دوسرے مقام "نصیبین" چلا گیا۔ وہاں کے امیر منصور بن الیاس نے شمر کے استقبال کے لئے شہر کو آراستہ کیا اور ابھی یہ قافلہ شہر کے دروازہ میں داخل نہ ہونے پایا تھا کہ اچانک شہر پر بجلی گری اور آدھے سے زیادہ شہر کو تباہ و تاراج کر دیا اور جلا کر خاک کا ڈھیر بنا دیا۔

ان واقعات سے شمر پر بھی ہیبت طاری ہو گئی اور اس نے حکم دیا کہ رات کو یہ سر صندوق میں بند کر کے رکھے جائیں اور اس صندوق کی حفاظت کے لئے پچاس آدمیوں کا ایک دستہ مقرر کیا اس محافظ دستے میں شامل ایک سپاہی ابوالخنوق کے ساتھ رات کو جو واقعہ پیش آیا اس نے صبح شمر سے ان الفاظ میں بیان کیا جس کے راوی حضرت اسماعیل ہیں۔

" ایک روز جنگل میں ہمارا قیام ہوا اتفاقاً جب رات بہت گزر گئی اور نگہبان بھی سو گئے لیکن مجھے نیند نہ آئی۔ پہلے میں نے ایک ہولناک آواز سنی پھر دیکھا کہ سفید لباس میں ملبوس ایک آدمی آسمان سے اترا اور اپنا سر برہنہ کر کے امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو صندوق سے نکالا اور بہت روئے۔ ابو الخنوق کہتا ہے کہ میں نے چاہا کہ وہ سر ان سے لے کر صندوق میں بند کردوں مگر مجھے کسی نے زور سے للکارا اور کہا خبردار یہ حضرت آدم صفی اللہ ہیں، میں ڈر کر خاموش ہو گیا پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور صاحب تشریف لائے اور آواز آئی یہ نوح نجی اللہ ہیں، پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت اسماعیل ذبیح اللہ اور اکثر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے۔ آخر میں سردار انبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ہمراہ مولیٰ علی شیر خدا، حضرت حسن مجتبیٰ، جناب حضرت حمزہ اور حضرت جعفر طیار تشریف لائے۔ سب نے یکے بعد دیگرے سر اقدس کو چوما پھر ایک نورانی کرسی لگائی گئی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر جلوہ افروز ہوئے اور تمام انبیاء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک فرشتہ آیا جس کے ہاتھ میں تلوار اور گرز

آتشیں تھا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا، میں نے فریاد کی اور بارگاہ نبوت میں عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کا غلام ہوں، مجھے ان لوگوں نے زبردستی اپنے ساتھ شامل کر رکھا ہے اتنے میں ایک فرشتہ نے مجھے ایک تھپڑ مارا، حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو۔ پھر میں ہیبت سے بے ہوش ہوگیا جب صبح ہوئی تو مجھے ہوش آیا میں نے دیکھا کہ لوگ ادھر ادھر گھوم رہے ہیں اور شہداء کے سروں کو تلاش کر رہے ہیں۔ حضرت اسماعیل فرماتے ہیں کہ ابوالخنوق جب یہ تمام واقعہ شمر کو سنا چکا تو شمر نے اس کے رُخسار کی طرف دیکھا جہاں رات کو فرشتے نے طمانچہ مارا تھا تو وہ جگہ سیاہ تھی، پھر ابوالخنوق نے زور سے چیخ ماری اور گر مرگیا۔ اس واقعہ سے شمر بہت گھبراگیا اور اس نے فوراً یہاں سے کوچ کرنے کا حکم جاری کیا راستے میں ایک دیر کے قریب پڑاؤ ڈالا اور تمام سرہائے اقدس صندوقوں میں مقفل کر کے مندر میں رکھوا دیے رات کو مندر کا ایک راہب کیا دیکھتا ہے کہ جس کمرے میں یہ سر اقدس رکھے گئے ہیں وہ بقعۂ نور بنا ہوا ہے اور روشنی تمام مندر میں پھیل رہی ہے راہب نے قریب جا کر دروازے کے سوراخ میں سے دیکھا تو اس کے ہوش و حواس اڑ گئے، دیکھا کہ مندر کی چھت شق ہوئی اور ایک نورانی تخت آسمان سے کمرے میں داخل ہوا اور آواز سنائی دی کہ حضرت حوا کی سواری آتی ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے حضرت سارہ، حضرت ہاجرہ، حضرت راحیل، حضرت صفورہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہلیہ اور ہمشیرہ، فرعون کی بیوی حضرت آسیہ، حضرت مریم اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر امہات المومنین کی کی سواریاں آئیں۔ ان سب کے بعد آواز آئی "اے راہب اروزن سے ہٹ جا کیونکہ اب سیّدۃُ النساء جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا تشریف لا رہی ہیں راہب وہاں سے ہٹ گیا لیکن آوازیں بدستور سنائی دے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر اس نے روزن میں سے اندر جھانکنے کی کوشش کی تو ایک نورانی حجاب نظر آیا لیکن اس کے اندر کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ البتہ رونے اور مرثیہ پڑھنے کی آوازیں سنائی دے رہے تھیں۔ پھر راہب بے ہوش ہوگیا جب اسے ہوش آیا تو وہ روشنی وغیرہ کچھ نہ تھی اور تمام خواتین بھی جا چکی تھیں البتہ اس کمرے کا تالہ ٹوٹا پڑا تھا اور صندوق بھی سب کھلے پڑے تھے۔ راہب نے سر اقدس امام حسین علیہ السلام صندوق سے نکالا اور اور اسے خوشبو سے معطر کر کے ایک قیمتی مصلے پر رکھا اور اس کے سامنے [illegible] زانو ہو کر [illegible] احترام سے بیٹھ گیا اور [illegible]

عرض کرنے لگا "اے سر سرداران آدم! یہ تو میں جان چکا ہوں کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی تعریف تورات و انجیل میں مذکور ہے اور جو گرامی منزلت مستورات آپ کی زیارت کے لئے آئیں اور گریہ و زاری کر کے تشریف لے گئیں اس سے مزید واضح ہو گیا ہے کہ آپ اس زمانے کی کوئی بہت عظیم المرتبت ہستی ہیں۔ آپ مجھے بتا دیں کہ آپ کون ہیں تو سر اقدس سے یوں آواز آئی "انا مظلوم، انا مھموم، انا مقتول، انا غریب، انا ابن النبی المصطفٰی، انا ابن العلی المرتضٰی وجہہ الکریم" جب راہب نے کلام سنا تو اپنے تمام متوسلین و عقیدت مندوں کو فوراً بلایا، زناریں توڑ دیں اور جناب امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ پھر آپ سے استدعا فرمائی کہ شمر اور اس کے ساتھیوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی اجازت مرحمت فرمائیں لیکن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا "یہ مشیت الٰہی کے خلاف ہے، یہ خود عنقریب اپنی سزا کو پہنچیں گے"۔

الغرض اس طرح کے بے شمار واقعات اور کرامات راستے میں ظہور پذیر ہوئے جن کی تفصیل حضرت علامہ ابو الحسنات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے کتاب "اوراقِ غم" میں بیان کی ہے۔ اس کتاب میں سے یہ کچھ واقعات اختصار کے ساتھ قارئین "الحسن" کی نذر کیے گئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالٰی سے دُعا ہے کہ وہ نواسۂ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم جگر گوشہ بتول سلام اللہ تعالٰی علیہا، ابن حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم جناب سیّد الشہداء امام عالی مقام سیّدنا امام حسین علیہ السلام کے صدقہ میں ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

محمد نبی جمال سویدا

جا بجا ظلمتوں کے ڈیرے تھے
ہر قدم پر بھٹک رہی تھی نگاہ
تو نے ہر مرحلے پہ روشن کی
مشعلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

قاتلانِ امام حُسین علیہ السلام کا انجام

سیّد فرمان شاہ (ایم اے ایس ای ٹی)

قتلِ حُسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ جفا رہی
جو رہا تو نام حُسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

اسلام امن سلامتی اور رواداری کا مذہب ہے۔ مسلمان تو کجا غیر مسلموں کے ساتھ بھی اسلام کسی قسم کی زیادتی یا ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے مسلمانوں کو یہ درس دیا کہ وہ دشمن سے بھی نیکی کا سلوک کریں۔ اگر وہ امان چاہیں تو انہیں امان دی جائے اگر دشمن مغلوب ہو جائے تو پھر کسی قسم کی ان سے زیادتی نہ کی جائے۔ لاشوں کی بے حُرمتی نہ کی جائے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں سے نرمی کا سلوک کیا جائے لیکن اس کے برعکس میدانِ کربلا میں خاندانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مظلومانہ قتل ایک پُردرد واقعہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میدان کربلا حق و باطل کے خونیں معرکے کا ایک المناک نقشہ ہے۔ نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کا تعلق اسلام کی اصل حقیقت سے ہے، دین کی اصل روح سے ہے۔ ایک ایسی حقیقت اور روح جس کی ابتداء حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذات سے ہوئی اور تکمیل میدان کربلا میں شہادت امام حُسین سے ہوئی۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دردناک سانحہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں "شہادت کے وقت دنیا میں سات دن تک اندھیرا رہا۔ دیواروں پر دھوپ کا رنگ پیلا نظر آتا تھا اور ستارے ٹوٹتے تھے، سورج گہنا گیا تھا اور مُسلسل چھ ماہ تک آسمان کے کنارے سرخ رہے بعد میں وہ سرخی رفتہ رفتہ جاتی رہی لیکن اُفق کی سُرخی اب بھی موجود ہے جو شہادتِ حُسین سے پہلے موجود نہیں تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ روز شہادت حُسین علیہ السلام بیت المقدس کا جو پتھر پلٹا جاتا تو اس کے نیچے تازہ خُون دکھائی دیتا تھا۔ عراقی فوج میں جس قدر کسب تھا ور راکھ ہو گیا یعنی یہ زرد گھاس رنگنے کے قابل نہ

رہی ۔ عراقی فوج نے اپنے فوجیوں کے لئے ایک اونٹ ذبح کیا تو اس کا گوشت آگ کا انگارہ تھا جو شعلے لے رہا تھا جب انہوں نے وہ گوشت پکایا تو وہ کڑوا ہو گیا اور ایک آدمی نے حضرت حُسین علیہ السلام کو گالیاں دیں تو بحکم الٰہی ایک ستارہ ٹوٹا جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں "

ترمذی شریف میں حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے وہ فرماتی ہیں

" میں نے رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح دیکھا گویا ان کا سر اقدس اور داڑھی مبارک گرد آلود ہے ۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیا بات ہے ؟ فرمایا میں نے ابھی حُسین کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے " ۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی لکھا ہے کہ " میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھیک دوپہر کے وقت دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پراگندہ و غبار آلود ہیں اور آپ کے دست اقدس میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے ، میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا چیز ہے ؟ فرمایا یہ حُسین اور اس کے ساتھیوں کا خُون ہے جو میں آج دن بھر جمع کرتا رہا ہوں ۔ اس خواب کے دن کا حساب لگایا گیا ہے تو وہ شہادت کا دن نکلا " ۔ ابو نعیم نے ام المومنین ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی لکھا کہ میں نے حُسین علیہ السلام کی شہادت پر جنات کو روتے نوحہ کرتے اور مرثیہ پڑھتے سنا ہے ۔

ان حالات و واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا ۔ اس نے دنیائے اسلام میں ایک ہیجان برپا کر دیا تھا ۔ اہل بیت عظام کے اس بے سفاکانہ قتل ، ظلم و تشدد اور بے حرمتی کو کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا تھا ۔ عالم اسلام میں بنی اُمیہ کے خلاف نفرت و حقارت اور غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی ۔ اگرچہ حاکم وقت ہونے کی وجہ سے یزید اور اس کے حواریوں کی تلواروں کی چمک اور دست جفا کی وجہ سے عوام وقتی طور پر سہمے ہوئے تھے ۔ مگر اندر ہی اندر کئی تحریکیں شروع ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے آپ کے قاتلوں کو جس عبرتناک انجام سے دوچار کیا اس کا حال بھی بلاحظہ فرمائیں ۔

مختار ثقفی جو کوفہ کا رہنے والا تھا قصاص حضرت امام حُسین علیہ السلام کی دعوت لے کر اٹھا ، پہلے اس نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ اور امام زین العابدین کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہونے کے بعد وہ محمد بن حنفیہ (حضرت علی

المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی غیر فاطمی اولاد سے تھے) کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور بہت جلد اس کی قوت میں اضافہ ہوتا گیا اور کوفے کا حاکم بن گیا۔ چنانچہ مختار ثقفی کی فوج نے قاتلان امام حُسین علیہ السلام کی تلاش شروع کر دی۔ پھر کسی کو پہاڑ کی کھوہ سے، کسی کو جنگل سے پکڑ کر اور کسی کو زیر زمین تہہ خانوں سے گرفتار کر کے مختار ثقفی کے سامنے پیش کیا گیا جس نے قاتلان امام حُسین علیہ السلام کو عبرتناک سزائیں دیں۔

امیر عمر بن سعد بن ابی وقاص :

عمر بن سعد یزیدی فوج کا سپہ سالار تھا جب حضرت امام حُسین علیہ السلام کربلا پہنچے تو عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو چار ہزار کا لشکر دے کر امام حُسین علیہ السلام سے بیعت لینے کے لئے بھیجا۔ یہ وہی ظالم شخص تھا کہ جس نے اہلبیت پاک علیہم السلام پر ۷ محرم سے پانی بند کر دیا تھا۔ اور دریائے فرات پر پہرہ بٹھا دیا تاکہ سادات پاک علیہم السلام کے خیموں میں پانی نہ پہنچ سکے جب اسے مختار کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں یزید اور ابن زیاد کے حکم کے سامنے مجبور تھا۔ مختار نے حکم دیا کہ اس کے بیٹے کی گردن تن سے جدا کر دی جائے تاکہ اس کو محسوس ہو سکے کہ حضرت علی اکبر کی لاش کو تڑپتا دیکھ کر حضرت شبیر علیہ السلام کے دل پر کیا گزری ہو گی۔ چنانچہ مختار کے حکم کی تعمیل ہوئی اور بہت جلد عمر بن سعد کے سامنے اس کے بیٹے کی لاش زمین پر تڑپنے لگی پھر مختار نے کہا کہ یہ علی اکبر بن حُسین کے قتل کے بدلے میں ہے لیکن افسوس یہ برابر کا قتل نہیں۔ عمر بن سعد، مختار سے اپنی جان کی معافی مانگنے لگا۔ مگر بہت جلد عمر بن سعد کا سر بھی تن سے جدا کر دیا گیا اور پھر مختار نے دونوں باپ بیٹوں کے سر محمد بن حنیفہ کو بھیج دیئے اور اس کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا۔

شمر ذی الجوشن

شمر یزیدی فوج کے اس دستے کا امیر تھا جس نے حضرت امام حُسین علیہ السلام پر یک لخت تیروں کی بوچھاڑ کر دی تھی۔ حضرت امام حُسین علیہ السلام جب گھوڑے سے گرے تو اس ملعون شخص نے حضرت امام پاک علیہ السلام کی چھاتی مبارک پر بیٹھ کر امام کے گلے پر خنجر چلا کر امام علیہ السلام کا سر اقدس تن سے جدا کر دیا تھا۔ چنانچہ جب شمر گرفتار ہو کر مختار کے سامنے لایا گیا تو وہ کہنے لگا میں ابن زیاد اور عمر بن سعد سے مجبور تھا۔ مختار نے حکم دیا کہ پہلے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جائیں جن ہاتھوں سے اس نے امام پاک علیہ السلام کا سر

مبارک جدا کیا تھا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، پھر مختار نے خود شمر کے گلے پر خنجر چلا کر اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔

خولی

خولی وہ بدبخت شخص تھا جس نے نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینے پر برچھا مارا تھا اور امام عالی مقام علیہ السلام کو شدید زخمی کر دیا تھا۔ پھر جب شمر ذی الجوشن نے امام حسین علیہ السلام کا سر پاک تن سے جدا کیا تو خولی نے آپ کا سر اقدس اٹھا کر نیزے پر چڑھایا۔ مختار کے سپاہی جب خولی کے گھر گئے تو وہ ان کو گھر پر نہ ملا اس کے گھر والوں نے انہیں اس مقام کا پتہ دیا جہاں وہ روپوش تھا۔ چنانچہ مختار کی فوج خولی کو گرفتار کر کے مختار کے پاس لائی تو مختار نے حکم دیا کہ پہلے اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور پھر اس کا سر کاٹ کر نیزے پر چڑھا کر میرے پاس لایا جائے۔ چنانچہ مختار کے حکم پر عمل درآمد ہوا اور یوں خولی بدبخت بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

حرملہ کا قتل

حرملہ وہ شقی القلب انسان تھا جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے حضرت علی اصغر کی زبان شدت پیاس سے منہ سے باہر نکل رہی تھی تو امام پاک علیہ السلام اپنی بیوی حضرت شہر بانو اور بہن حضرت زینب کے اصرار پر معصوم علی اصغر کو گود میں اٹھا کر پانی پلانے کی غرض سے لے گئے کہ ممکن ہے یزیدی فوج کو اس معصوم پر ترس آجائے مگر حرملہ نے ننھی سی جان علی اصغر کے حلق کا ایسا نشانہ باندھ کر تیر مارا جو آپ کے حلق سے آر پار ہو گیا۔ چنانچہ جب مختار کے دربار میں حرملہ کو گرفتار کر کے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس ملعون اور بدبخت شخص پر تیروں کی بارش کی جائے اور آخر میں ایک تیر ایسا مارا جائے جو اس کے حلق سے آر پار ہو۔ چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور یوں حرملہ بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

عبیداللہ ابن زیاد

عبیداللہ ابن زیاد یزید کا نائب اور کوفہ کا گورنر تھا اور یزید سے موصل کی حکومت کے لالچ میں اندھا ہو گیا تھا اور چمنستان زہرا کے مہکتے پھولوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے۔ چنانچہ مختار ثقفی نے ابراہیم بن مالک اشتر کو بھاری نفری دے کر ابن زیاد کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ ابن زیاد نے ابرہیم کو صلح کے کئی پیغام بھیجے مگر اس کی ایک نہ سنی گئی اور

ابراہیم کے ہاتھوں میدان جنگ میں قتل ہو گیا اور پھر اس کا سر بھی نیزے پر چڑھا کر کوفہ میں مختار ثقفی کے سامنے لایا گیا اور یوں یہ یزید کا پالتو کتا بھی اپنے انجام کو پہنچا۔

یزید کا انجام

یزید ایک بدکردار شخص تھا جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے والا تھا، فاسق و فاجر، اسلام کی حدوں کو توڑنے والا، شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کرنے والا، عیش و عشرت کا دلدادہ اور ایک جاہ پرست انسان تھا۔ چنانچہ اہلبیت پاک علیہم السلام پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والا اور آلِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کربلا میں بھوکا پیاسا شہید کروانے والا بھی اپنے بالآخر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ اس کی ہلاکت کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں ایک روایت کے مطابق یزید کو درد قولنج ہوا، تین دن تک مسلسل بستر مرگ پر تڑپتا رہا۔ اگر پانی کا قطرہ بھی منہ میں ڈالا جاتا تو وہ بھی تیر بن کر حلق میں اترتا۔ آخر تین دن تک اس عذاب میں مبتلا رہنے کے بعد بھوکا پیاسا ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اور سر پٹک پٹک کر ہلاک ہو گیا۔

یوں اللہ جل جلالہٗ نے ایک ایک کر کے ان تمام لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جو حضرت امام پاک علیہ السلام اور آپ کے بیٹوں، بھتیجوں اور دیگر جانثاروں کی شہادت میں کسی طرح کے بھی شریک تھے۔ حادثہ فاجعۂ کربلا تو تاریخ اسلام کا ایک ایسا دردناک سانحہ ہے جس کی تمام ذمہ داری یزید پر عائد ہوتی ہے اور وہ اہلبیت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ناحق خون سے قطعاً بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں دیگر سیاہ کارنامے بھی اس کی پیشانی پر کلنک کے ٹیکے کی طرح موجود ہیں جیسے کہ اس کی فوج نے حُرمت کعبہ شریف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مکہ پر سنگ باری کی۔ جس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو کافی نقصان پہنچا اور غلاف مُبارک کو آگ لگ گئی جس سے اس کا کافی حصہ جل گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس مُبارک گھر کی بے حرمتی کے ساتھ ساتھ اس نے مدینہ مُنورہ کی بھی انتہائی بے ادبی اور گستاخی کی۔ بارہ ہزار شامی فوج نے مدینۃ الرسول پر بھی چڑھائی کی اور مدینہ منورہ میں تین دن تک قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم رکھا اور مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے۔

الغرض حضرت امام عالی مقام علیہ السلام اور آپ کے رفقاء کا رحق و باطل کے معرکہ

زادیوں کو قیدی بنایا گیا۔ مگر آپ دنیائے اسلام کی رہنمائی کے لئے اپنے خون سے ایک چراغ روشن جلا گئے اور قیامت تک آنے والی نسلوں کو درس عمل دے گئے کہ جب بھی حق و صداقت کی راہ میں ہمارے قدم ڈگمگائیں تو ہم امام عالی مقام علیہ السلام کی قربانی کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ آپ کے جلائے ہوئے چراغ کی روشنی میں اپنی منزل تلاش کریں۔ اسی لئے دن میں پانچ وقت ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو کر یہ دعا کرتے ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

(اے اللہ! ہمیں اپنے انعام یافتہ لوگوں کا راستہ دکھلا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے وہ چار گروہ ہیں یعنی انبیاء، صدیقین، شُہداء اور صالحین تو جن انعام یافتہ لوگوں کی سیدھی راہ پر چلنے کے لئے ہم دن میں پانچ دفعہ دعا مانگتے ہیں۔ ان میں شُہداء کا گروہ بھی ہے اور حضرت امام حُسین علیہ السلام سیّدالشہداء ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ جس سیدھی راہ کے لئے ہم دعائیں مانگتے ہیں وہ امام حُسین علیہ السلام کی راہ ہے کیونکہ آپ کی قربانی سے ہمیں عزم و استقلال کا سبق ملتا ہے۔ ایثار و قربانی کے ساتھ ساتھ سخاوت و عبادت کا درس بھی ملتا ہے۔ جبکہ انعام یافتہ افراد کا چوتھا گروہ صالحین کا ہے تو اس مادہ پرستی اور فحش و عُریانی کے دور میں اخلاق سے گرے ہوئے لٹریچر، ڈش اور بلیو ویڈیوز کے مقابلے میں اپنی رُوحانیت کی حفاظت کرنے کے لئے اپنی مذہبی و دینی روایات کو زندہ رکھنے کے لئے کسی مرد کامل کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ کرنا ازحد ضروری ہے۔

علامہ اقبال کے اس شعر کے ساتھ اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنی ذبحِ عظیم آمد پسر
زندہ حق از قوتِ شبیری است
باطل آخر داغِ حسرت میری است

غزل

محمد سُفیان صفیؔ
لیکچرر گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ایبٹ آباد

ایمان ہو کہ وہم و گُماں کُچھ نہیں بچا
رہتے ہیں ہم وہاں کہ جہاں کُچھ نہیں بچا

آئے گی میرے کام کہاں دن کی روشنی ؟
مُجھ سے کہے گا شب کا دھواں، کُچھ نہیں بچا

تھا اک نشاں جو خواب میں دیکھا تھا جاگ کر
پھر اس نشان کا نام و نشاں کُچھ نہیں بچا

مایوس ہو کے دیکھ نہ مُجھ کو تُو اس طرح
کیا میرے پاس عُمرِ رواں کُچھ نہیں بچا

رہتی ہے میرے گھر میں شبِ غم کی چاندنی
اس کے سوا تو برقِ تپاں کُچھ نہیں بچا

صیاد ہو کہ صید سبھی مِٹ گئے صفیؔ
نالہ رہا نہ تیر و کماں ، کُچھ نہیں بچا

حُب اہلبیت علیہم السلام علامتِ ایمان

سیّد خورشید احمد شاہد القادری

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جس دل میں ادب و احترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو وہ کامل مسلمان ہے اور جس دل میں ادب اور احترام نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ "تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اپنے والد، اپنے بچوں اور سارے لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں"۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان تمام ہستیوں سے بھی محبت کی جائے جن کا تعلق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے ہے مثلاً ازواج مطہرات، صحابہ کرام اور اہلبیت کرام (علیہم السلام)۔ اس مضمون میں حضور علیہ السلام کی اولاد یعنی اہلبیت اطہار علیہم السلام کے متعلق قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اہلسنت کے معتبر و مُستند علمائے کرام کی تحریروں کی روشنی میں چند گذارشات پیش کی جارہی ہیں۔ میرے سامنے حضرت شیخ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "الخصائص الصغریٰ" ہے اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت علیہم السلام کے فضائل، مناقب اور کمالات سے چند اقتباسات نذر قارئین ہیں۔

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی نسل کو اپنی پشت سے چلایا سوائے میرے کہ میری نسل کو اللہ تعالیٰ نے سیّدۃ النساء سیّدہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا کی پشت سے چلایا یعنی حضرت امام حَسن اور امام حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود اور ان کی اولاد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت کرام میں شامل ہے جو آلِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اولاد علی المرتضیٰ علیہ السلام کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

جس کا نسب دونوں طرف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہو وہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔

اہلبیت علیہم السلام کے بچے ایام رضاعت یعنی ماں کا دودھ پینے کے زمانے میں بھی روزہ رکھتے ہیں اور یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

اہلبیت پر اشراف یعنی شریعت کا اطلاق ہوتا ہے اور اشراف حضرات عقیل، جعفر اور

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد کو بھی کہا جاتا ہے۔ متقدمین علماء کی اصطلاح یہی ہے۔ خلفائے فاطمین کے دور میں مصر میں شریف کا لفظ حضرت حسین علیہ السلام کی اولاد کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔

احناف میں سے صاحب فتاویٰ ظہیریہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا کو کبھی حیض نہیں آیا اور جب بھی آپ کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوتی تو ساعت بھر میں نفاس سے پاک ہو جاتیں تاکہ آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہو، کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ ان کا لقب زہرا ہوا۔ یہ محب طبری نے ذخائر العقبیٰ میں بیان کیا، انہوں نے حدیث نقل کی ہے "آپ کی آنکھیں سیاہ و سفید اور رنگ گندم گوں تھا۔ آپ پاک اور صاف تھیں اور نہ آپ کو حیض آتا اور نہ ہی ولادت و حیض کی حالت میں خون کے آثار رہتے۔"

بیہقی کے دلائل میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت فاطمہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا کے سینہ مبارک پر رکھا اور بھوک کو ان سے اٹھا لیا، اس کے بعد انہوں نے کبھی بھوک محسوس نہیں کی۔ "مسند احمد" وغیرہ میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وقت نزع قریب آیا تو آپ نے غسل کیا اور وصیت کی کہ کوئی ان کے جسم کو نہ کھولے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تشریف لائے تو آپ نے انہیں اپنی وصیت بتائی۔ پھر جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے انہیں اٹھایا اور اسی غسل میں دفن کر دیا۔"

امام علم الدین القرافی فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور آپ کے بھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام بالاتفاق خلفائے اربعہ سے بہتر ہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا "میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا"۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت علیہم السلام جنت کے اونچے مقام پر ہوں گے۔" ایک حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "میرے اہلبیت علیہم السلام کی مثال حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی جیسی ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پائی اور جو پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا اور یہ کہ جو اہلبیت علیہم السلام اور قرآن کریم سے وابستہ رہے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہو گا۔ اہلبیت

علیہم السلام امت کے لئے اختلافات سے امن میں رہنے کی ضمانت ہے ، جنتیوں کے سردار ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انہیں عذاب نہیں دے گا اور جو ان سے بُغض رکھے گا جو اہلدوزخ ہوگا اور کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اللہ تعالیٰ کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے محبت نہ کرے جو ان سے قتال اور لڑائی کرے گا تو گویا اس نے دجال کی معیت میں جنگ کی جو شخص ان میں سے کسی کے ساتھ نیکی کرے گا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسے قیامت کے دن اس کا اجر عطا فرمائیں گے اور اہلبیت علیہم السلام کے ہر فرد کو روزِ قیامت شفاعت کا حق حاصل ہو گا۔ ہر شخص کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تعظیم کے لئے اٹھے لیکن بنو ہاشم کے لئے یہ حکم نہیں کہ وہ کسی کی تعظیم کے لئے اٹھیں۔

حسنی اور حُسینی سیّد کو بھی لونڈی سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس نکاح کا نتیجہ یہ ہو گا کہ سیّد کی اولاد جو لونڈی سے ہوگی وہ غلام ہو گی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اس سے بہت بُلند ہے کہ آپ کی نسل پاک میں سے کوئی ایک بھی غلام ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسل پاک کے کسی فرد کو غلام بنا لینا حرام ٹھہرا ہے اور اس میں کسی قسم کے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔

جمعیت علماء پاکستان صوبہ سرحد کے صدر فخرِ سادات حضرت علامہ سیّد محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی نے اہلبیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب پر ایک رسالہ " مناقب اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " تحریر فرمایا ہے جس سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت عظام سے محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے

" فرما دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے رشتہ داروں سے محبت کرو "۔ (کنزالایمان سورہ شوریٰ آیت ۲۳ ، پارہ ۲۵) اس آیت کی تفسیر میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "درمنثور" میں اور دیگر مُفسرین نے فرمایا کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ! آپ کے وہ کون سے رشتہ دار ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے ؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور ان

کی اولاد یعنی حسن اور حسین علیہم السلام ۔ حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی نے "کنزالایمان" کے حاشیہ پر اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ علیؓ ، فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کے علاوہ ازواج مطہرات بھی اہلبیت علیہم السلام میں شامل ہیں ۔ امام سیوطی نے ترمذی شریف ، طبرانی ، حاکم اور بیہقی کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث نقل فرمائی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھو اس لئے کہ وہ تمہیں روزی عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب مجھے محبوب رکھو اور میری محبت کے واسطے میرے اہل بیت کو محبوب رکھو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " تم میں بہترین وہ آدمی ہے جو میرے بعد میری اہلبیت علیہم السلام کے لئے بہتر ہوگا۔ ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی روایت سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " جو میرے اہلبیت کے ساتھ احسان کرے گا میں اس کا بدلہ قیامت کو دوں گا ۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شان مبارکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " میں جس کا محبوب ہوں علیؓ بھی اس کا محبوب ہے " اے اللہ! جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ ، اے اللہ ! جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ (نسائی فی خصائص علی المرتضیٰ) اس قسم کی حدیث ابو یعلیٰ بزاز نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " جس نے علیؓ علیہ السلام سے محبت رکھی بے شک اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علیؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کیا اور جس نے علیؓ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی گویا اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی " ۔ آپ (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کی زوجہ مطہرہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدۃ النساء ، طاہرہ ، راضیہ ، مرضیہ اور اپنی جگر گوشہ کے مبارک القاب اور اوصاف سے یاد فرمایا ہے ۔ فرمایا فاطمہ میرے اہلبیت علیہم السلام میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں (ترمذی) ۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جو اس کو ناراض کرے گا وہ مجھ کو ناراض کرے گا (بخاری) فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں (البدایہ والنہایہ) فاطمہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی (کنزالعمال) امام طبرانی نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

سے روایت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا کو مخاطب کر کے فرمایا "جس سے تو ناراض ہو گی اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو گا اور جس سے تو راضی ہو گی اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو گا"۔ فرمایا قیامت کے دن ندا کرنے والا عرش سے ندا کرے گا اے اہلِ محشر اپنے سروں کو جھکا لو اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ فاطمہ سلام اللہ تعالیٰ علیہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پُلِ صراط سے گزر کر جنت کی طرف چلی جائیں"۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ستر ہزار جنتی حوروں کے ہمراہ بجلی کی چمک کی طرح گزر جائیں گے (برکات آل رسول)

حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کی شان مبارکہ میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن اور حسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں (احمد، ترمذی، طبرانی) فرمایا میرے یہ دونوں بیٹے حسن اور حسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے۔" (ابن ماجہ، ابن عساکر، حاکم) حسن اور حسین دونوں میری دنیا کے پھول ہیں (ترمذی شریف) حضرت امام حسن علیہ السلام کے بارے میں فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا (ترمذی)۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں فرمایا حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں اللہ اس شخص کو محبوب رکھتا ہے جو حضرت حسین سے محبت کرتا ہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اہلِ بیت کرام کو بھی تقویٰ اور طہارت کی خصوصیت سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے " اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے (اردو ترجمہ کنزالایمان)۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر "در منثور" میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ حضرت ام المومنین ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تھے۔ اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی بُنی ایک چادر زیب تن کئے ہوتے تھے۔ اتنے میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہنڈیا لائیں جس میں قیمہ تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے شوہر اور صاحبزادوں کو بلاؤ" خاتونِ جنت نے انہیں بلایا وہ ابھی کھانا تناول فرما رہے تھے کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

باقی صفحہ ۳۲ پر

اِستفتاء

(عذابِ قبر)

مُفتی خلیل الرحمان نقشبندی
مُہتمم دارالعلوم شیر ربانی حاجی آباد شکرپورہ روڈ پشاور

حضرات علماء دین کی خدمت میں استدعا ہے کہ مندرجہ مسائل کو مُدلّل طریقہ سے واضح فرماویں

(۱) مُردہ کو قبر میں عذاب ہوتا ہے یا کہ نہیں۔ بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قبر میں کوئی عذاب نہیں مُردہ کے لئے ؟

مُنکر نکیر قبر میں مُردہ کے پاس کس لئے آتے ہیں۔ مُنکر نکیر کے بارے میں تفصیل سے وضاحت فرما کر مشکور فرماویں۔ بَیِّنُوا وَتُوجَرُوا

المستفتی : حاجی سمان گل سکنہ حاجی آباد شکرپورہ روڈ نزد شاہ عالم پل پشاور

الجواب (۱)

هوالموفق للصواب

عذاب قبر سے انکار کوئی بھی مسلمان نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث و دیگر کُتب دین سے ثابت ہے احادیث میں کافر اور بد عمل کے لئے قبر میں عذاب کا ہونا موجود ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الایہ پارہ نمبر ۱۳ سورہ ابراہیم " ثابت قدم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو اس پختہ قول (کی برکت) سے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۵۱۶)۔ اس آیت شریف کے حاشیہ نمبر ۳۶ میں لکھتے ہیں " علامہ ابن کثیر اور دیگر مفسرین کرام نے اس مقام پر متعدد صحیح احادیث سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے قبر ایک آرامگاہ ہے اور بدکاروں کے لئے اس میں شدید عذاب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طُفیل عذاب قبر سے بچائے۔ اسی طرح " تفسیر جلالین شریف نے

یثبت اللہ الذین آمنوا الایہ کی تفسیریوں کی ہے " ھو کلمۃ التوحید ای فی القبر لمایسئلھم المکان الی آخرہ " ترجمہ : یعنی مومن کو جب منکر نکیر پوچھیں گے قبر میں تو جواب میں اللہ تعالیٰ اسے کلمہ توحید پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

عذاب قبر کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔

وعن عائشة رضي اللهعنها ان يهودة دخلت عليها فذكرت عذاب القبر فقالت لها اعاذك اللهمن عذاب القبر (الحديث بخاري و مسلم شريف)

ترجمہ : روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ ایک یہودی عورت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا اور آپ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے بچائے۔ تب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عذاب کے متعلق پوچھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں عذاب حق ہے قبر میں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے رب کی پناہ نہ مانگی ہو (مسلم و بخاری شریف باب اثبات عذاب القبر ص ۲۵ مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث شریف کے حاشیہ نمبر ۲ پر درج ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ یہودی و نصاریٰ بھی عذاب قبر کے قائل ہیں جو مسلمان اسلام کا دعویٰ کر کے اس کا انکار کرے وہ ان سے بھی بدتر ہے۔ تمام آسمانی کتب میں عذاب قبر کا ذکر تھا۔ معتزلہ روافض اور اس زمانہ کے بعض نئی روشنی کے دلدادہ اس کے انکاری ہیں۔ اسی طرح زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا تعوذو باللہ من عذاب القبر (رواہ مسلم) (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو سب بولے ہم عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں (مرآۃ المناجیح جلد ۱، ص ۱۳۲)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں " فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب میت دفن کی جاتی ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔ ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے وہ میت سے کہتے ہیں کہ تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو میت کہتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں، گواہی دیتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا پھر اس کی قبر میں فراخی دی جاتی ہے ستر (۷۰) گز زمین میں پھر اس کے لئے وہاں روشنی کر دی جاتی ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے سو جا وہ کہتا ہے میں اپنے گھر جاؤں تاکہ انہیں یہ خبر دوں تو وہ کہتے ہیں دلہن کی طرح سو جا جسے اس کے پیارے خاوند کے سوا گھر کا کوئی فرد نہیں جگاتا تاآنکہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی خواب گاہ سے اٹھائے گا۔ اور اگر مُردہ منافق ہو تو کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے کچھ کہتے سنا تھا اسی طرح میں بھی کہہ دیتا تھا۔ میں نہیں پہچانتا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو یہ کہے گا پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس پر تنگ ہو جا زمین اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ مردے کی پسلیاں ادھر اُدھر ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ قبر کے عذاب میں ہی رہتا ہے تاآنکہ اللہ تعالیٰ اسے اس ٹھکانے سے اٹھائے (ترجمہ: مرآۃ المناجیح جلد اول ص ۱۳۴)۔

ان احادیث شریف سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ کافر، مشرک اور بدکردار کے لئے قبر میں عذاب ہے اور اسی طرح مومن مُسلمان کے لئے قبر میں راحت آرام نظارہ جنت قبر میں روشنی وغیرہ کا سامان ہے۔ بخاری و مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے

عن ابن عباس رضي الله تعالٰي عنہ قال مر النبي صلي الله عليہ وسلم علي قبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان يمشي بين الناس باالنميمة واما الاخر فكان لا يستبري من بولہ قدعا بعيب رطب

(الحديث رواه البخاري و مسلم مشارق الانوار ص ۷۴)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ یہ دونوں مردے قبروں میں معذب ہو رہے ہیں اور بڑے گناہ میں نہیں ایک تو لوگوں کے درمیان چُغلی خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے اپنی جان نہیں بچاتا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تر لکڑی منگوائی اسے چیر کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا اور فرمایا جب تک یہ تر رہیں گی تو ان پر عذاب میں تخفیف ہو گی۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں " عذابِ قبر حق است رواہ البخاری عن عائشہ رضی اللہ عنہا و درین باب احادیث بسیار وارد شدہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم فرمودہ اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہُ (تذکرہ الموتیٰ والقبور ص ۲۵)۔

ترجمہ: علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں قبر کا عذاب حق ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے جس کو بخاری شریف نے نقل کیا ہے اور اس باب میں احادیث کثیرہ وارد ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم برائے تعلیم اُمت خود فرمایا کرتے اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر (رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہُ)۔ اور اسی طرح عذابِ قبر کے بارے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث شریف علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور ص ۲۶ پر نقل کی ہے۔

الجواب ۲

مُنکر نکیر مردہ کے پاس قبر میں ضرور آتے ہیں اس بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔

وعن البراء بن عازب رضی اللہ عنہُ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یاتیہ ملکان فیلجسانہ فیقولان لہ من ربك

(الحدیث بطولہ، رواہ احمد وابو داؤد ص ۲۵ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: روایت ہے براء بن عازب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ مُردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں، پھر کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر وہ کہتے ہیں یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے وہ کہتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، فرشتے کہتے ہیں تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ مُردہ کہتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا، اسے سچا جانا۔ یہی اس آیت کی تفسیر ہے یثبت اللہ الذین آمنوا فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے لہٰذا اس کے لئے جنت کا بستر بچھاؤ اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو پس کھول دیا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ اس تک جنت کی ہوا اور وہاں کی خوشبو آتی ہے اور تاحد نظر قبر میں فراخی کر دی جاتی ہے۔ رہا کافر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے اس کی موت کا ذکر فرمایا " فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پھر وہ اسے بٹھاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے ؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا ، پھر اسے کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے ؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا ، پھر وہ کہتے ہیں یہ کون صاحب ہیں ؟ جو تم میں بھیجے گئے وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا ، تب پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے لہٰذا اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اسے آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے آگ کی طرف دروازہ کھول دو فرمایا پھر اس تک وہاں کی گرمی اور لُو آتی ہے فرمایا اس پر اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جاتی ہیں پھر اس پر اندھا فرشتہ جو بہرہ بھی ہوتا ہے مُسلط ہو جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا گُرز ہوتا ہے اگر اس سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے ، اس سے اس کو مارتے ہیں ایسی مار جسے جن و انس کے سوا پورب پچھم کی مخلوق سنتی ہے جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے یہ سلسلہ جاری رہتا ہے

(مرآۃ ص ۱۳۶)

وضاحت : یہ حدیث شریف مُنکر نکیر کے بارے نہایت واضح ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ قبر میں مُردہ کے پاس نکیرین آتے ہیں اور مُردہ سے سوال کرتے ہیں جو کامیاب ہوا نجات پا گیا ورنہ عذاب میں پھنسا۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں " و فرمودہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبفرستد حق تعالیٰ دو فرشتہ کہ بصر آنہا مانند برق باشد و آواز شان مثل رعد و دندانہائے شان مثل شاخ گاؤ۔ بطولہ ۔ تا اینکہ حضور علیہ السلام فرمود نام یکے مُنکر و نام دیگرے نکیر در دست ہر یکے ازاں نہا گرزے باشد از آھن کہ اگر جن و انس جمع شوند آں را حرکت نتوانند دا و پس مردہ رانشانند و سوال کنند (تذکرۃ الموتیٰ والقبور ص ۱۱)

ترجمہ : فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ دو فرشتے مُردہ کے پاس قبر میں بھیجتا ہے ان کی آنکھیں مثل برق ہوتی ہیں اور ان کی آواز رعد کی طرح ہوتی ہے اور ان کے دانت بیل کے سینگ کی طرح ہوتے ہیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک کا نام مُنکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک گُرز ہوتا ہے لوہے کا اگر جنات اور انسان جمع ہو جائیں تو اس گرز کو ہلا نہ سکیں گے یہ مُنکر نکیر مردہ کو بٹھاتے ہیں اور پھر جیسا کہ گذر گیا اوپر ، اس سے سوال کرتے ہیں ۔ مشارق الانوار نے ایک حدیث

شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہُ اور تمیم الداری سے نقل کی ہے

عن النبي صلي الله عليه وسلم قال يقول الله الملك الموت انطلق الي فلان فاتني به الي ان قال ويبعث له ملكين ابصارهما كا البرق الخاطف واصواتهما كاالرعد وانيابهما كاالصياصي اى قرون البقر وانفاسهما كااللهب يطآن في اشعارهما والمراد يجرانه في الارض بين منكبي كل واحد مسيرة كذا و كذا قد نزعت منهما الرافة والرحمة الابالمومنين يقال لهما منكر و نكير في يد كل واحد منهما مطرقة لوجتمع عليه الثقلان لم ينقلوها فيقولان له من ربك مادينك ومن نبيك فيقول ربي الله وحدة لاشريك له والاسلام ديني و محمد نبي هو خاتم النبين فيقولان له صدقت الي آخره بطوله (مشارق الانوار جلداول ص ۵۸)

فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ملک الموت کو فرماتا ہے "جاؤ فلاں کو لے آؤ میرے پاس یعنی اس کی روح کو قبض کرو یہاں تک فرمایا کہ پھر اس کے پاس (قبر میں) اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتا ہے جن کی آنکھیں تیز برق کی طرح ہوتی ہیں اور ان کی آواز رعد کے مانند اور ان ناخن بیل کے سینگ کی طرح اور ان کے سانس میں آگ کے شعلے نکلتے ہیں اور ان کے بال اتنے لمبے ہوتے ہیں کہ زمین پر گھسٹتے جاتے ہیں اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنی اتنی مسافت ہوتی ہے۔ **نوٹ**: (بعض روایات میں ہے کہ ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک تین کی مسافت ہے اور بعض میں ایک سال کی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رحمت اور شفقت پیدا ہی نہیں کی مگر مومنوں کے ساتھ بہت نرمی سے پیش آتے ہیں اور حسین و جمیل شکل میں آتے ہیں ایک کو مُنکر کہا جاتا ہے اور دوسرے کو نکیر، ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہوتا ہے اگر جمع ہو جائیں اس پر جن و انس تو اس کو اٹھا نہ سکیں۔ پھر کہتے ہیں مُردہ کو، تمہارا رب کون ہے، تمہارا دین کیا ہے اور تمہارا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے ہمارا رب اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسلام ہمارا دین ہے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارا نبی ہے جو خاتمُ النّبیین ہے تو دونوں فرشتے

اسے کہتے ہیں تم نے سچ کہا ۔ اسی کتاب میں ہے "وقیل معھما ملک آخر یقال لہ ناکور" بعض علماء نے کہا کہ ان نکیرین کے علاوہ ایک اور فرشتہ ہوتا ہے جس کا نام ناکور ہے لیکن یہ روایت اتنی قابل اعتماد نہیں ۔ صحیح وہی ہے جو براء بن عازب کی روایت کردہ حدیث میں ہے یعنی کہ نکیرین کے علاوہ مردہ پر قبر ایک فرشتہ جو کہ بہرہ اور اندھا ہوتا ہے مسلط کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے اور وہ قیامت تک قبر میں اس کو مارتا رہے گا۔ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہم کو اور جملہ مومنین کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے آمین ۔ ہر مسلمان کو نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیئے اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر ان مختصر دلائل سے عذاب قبر اور منکر نکیر کا حال معلوم ہوا اور عقلمند کے لئے تو یہ بہت کافی ہے اور منکر کے لئے انبار کتب بھی بے سود ہے۔

حب اہلبیت علیہم السلام

وسلم نے ان سب کو چادر سے ڈھانپ لیا اور دست مبارک باہر نکال کر آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی " اے اللہ ! یہ میرے اہلبیت علیہم السلام اور حمایتی ہیں دوسری روایت میں یہ ہے کہ فرمایا کہ یہ میرے خواص ہیں ان سے پلیدی دور رکھ اور انہیں پاک صاف فرما " یہ کلمات تین دفعہ کہے ۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں " میں نے چادر اٹھا کر سر داخل کر دیا اور عرض کی یا رسول اللہ ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھی آپ کے ساتھ ہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا " تم بھلائی پر ہو " ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت تطہیر کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چالیس دن تک صبح کے وقت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے السلام وعلیکم اہل بیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلوٰۃ رحمکم اللہ " (اے اہلبیت علیہم السلام) ! تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی رحمت اور برکت ہو نماز پڑھو ، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور پھر آیات کریمہ انما یرید اللہ تلاوت فرماتے ۔ بعض روایات میں ہے کہ چھ ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا (برکات آل رسول) ۔ جاری ہے ۔